ہندوستان کی تعلیمی ترقی میں فاصلاتی نظام تعلیم کا کردار: ایک مطالعہ

ڈاکٹر صہیب احمد خان

ہمارے ملک ہندوستان میں تعلیم و تدریس ہمیشہ سے ایک باوقار پیشہ رہا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہندوستان میں انگریزوں سے قبل کوئی تعلیمی نظام نہیں تھا جو کہ سراسر وہم اور باطل خیال ہے۔ کیونکہ ہندوستان کے زیادہ حصوں میں تعلیم کا ایک جال سا پھیلا ہوا تھا۔ جس کا اعتراف ولیم ایڈم نامی ایک پادری خود کرتا ہے۔ ہندوستان کی قدیمی مروجہ تعلیم کے سلسلے میں پادری کچھ اس طرح رقم طراز ہے۔

''یہ ان اسکولوں کے سلسلے میں ہے جہاں ابتدائی تعلیم دی جاتی ہے اور جو صرف ہندوستانی لوگ چلاتے ہیں۔ ان میں وہ اسکول شامل نہیں ہیں جو مذہبی اور سماجی انجمنیں چلاتی ہیں۔ بنگال میں ان اسکولوں کی تعداد بہت زیادہ ہے''۔

اس رپورٹ کو اکثر لوگوں نے محض خیال آرائی بتایا ہے۔ جن میں فلپ ہرٹاگ Philip Hartog پیش پیش نظر آتا ہے۔ جب کہ دوسرے لوگ اسکو حقیقت پر مبنی سمجھتے ہیں۔ ہمارے قومی رہنما مہاتما گاندھی نے تعلیم کی اہمیت بتاتے ہوئے اسی وقت کہا تھا:

''تعلیم ہی ایسا وسیلہ ہے جو ایک انسان کی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اس قابل بنا سکتا ہے کہ وہ ہر شعبۂ زندگی کے مسائل کو صحیح طور پر سمجھے اور انہیں حل کر سکے''

اور یہ ایک حقیقت ہے کہ جب کبھی سماج میں کوئی تبدیلی رونما ہوتی ہے تو اسکا بالواسطہ یا بلا واسطہ اثر تعلیمی نظام پر مرتب ہوتا ہے چونکہ سماج اور تعلیم ایک دوسرے پر منحصر ہیں اس لئے ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ صنعتی انقلاب آنے اور دنیا کی آبادی میں بے تحاشہ اضافہ ہونے کی وجہ سے بہت سے مما لک میں سماجی اور معاشی تبدیلیاں رونما ہوئیں جن کا اثر وہاں کے تعلیمی نظام پر ضرور پڑا۔ مراسلاتی یا فاصلاتی نظام تعلیم بھی سماج میں ہونے والی انہیں تبدیلیوں کا مظہر ہے۔

ترقی پذیر مما لک میں رسمی نظام تعلیم اقتصادی وسماجی ترقی کے لئے افرادی قوت کی تربیت کی ضروریات کی تکمیل سے قاصر رہا ہے۔ بنابریں تعلیم وتربیت کے لئے دیگر سستے ذرائع تلاش کرنا ایک ضروری امر بن چکا ہے۔ تعلیمی منصوبہ ساز اس بات پر متفق ہیں کہ فاصلاتی تعلیم ترقی پذیر مما لک کے بہت سے تعلیمی وتربیتی مسائل کا حل ہے۔ ویسے تو فاصلاتی تعلیم کا تصور تقریبا 150 برس قدیم ہے لیکن حالیہ برسوں میں بڑے پیمانے پر یہ رسمی تعلیم کے متبادل کے طور پر استعمال ہورہا ہے۔ اس حقیقت سے کوئی کس ونا کس انکار نہیں کرسکتا ہے کہ ٹیلیفون، ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے نہ صرف امریکہ، یورپ اور آسٹریلیا جیسے ترقی یافتہ مما لک میں فاصلاتی تعلیم کو فروغ دیا بلکہ ہندوستان جیسے مما لک میں فاصلاتی تعلیم کا دائرہ وسیع کیا ہے۔ بڑھتی ہوئی آبیدی اور جدید سائنس وٹیکنالوجی کے پیدا کردہ وسائل نے تعلیم وتدریس کے میدان میں غیر معمولی تبدیلیوں کو راہ دی ہے۔ اور دن بدن فاصلاتی نظام تعلیم روایتی نظام تعلیم کے مساوی تصور کیا جانے لگا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس کی قبولیت میں بھی اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ دنیا کے مختلف علاقوں میں ایسے مراکز قائم ہوچکے ہیں جو مراسلاتی اور فاصلاتی تعلیم کی جڑیں مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کررہے ہیں اور ان کی مقبولیت روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔ دور حاضر میں تو فاصلاتی تعلیم کی باضابطہ یونیورسٹیاں وجود میں آچکی ہیں اور انکا دائرۂ کار برابر وسیع ہوتا جارہا ہے۔

1969 میں یوکے اوپن یونیورسٹی کے قیام کے بعد مختلف ترقی پزیر مما لک بھی اس نظام سے متاثر ہوکر

اخبارات، رسائل، ریڈیو اور ٹیلی ویژن نشریات کے ذریعہ فاصلاتی نظام تعلیم کی طرف مائل ہوئے، مگر افسوس کہ ان کاوشوں کے باوجود بھی اس نظام میں کوئی خاصی ترقی وتبدیلی رونما نہیں ہوئی اور 1980 تک اس نظام کا دائرہ بہت محدود رہا، رفتہ رفتہ وائس میل، ای میل، انٹرنیٹ اور دیگر تکنیکی ظہور سے تعلیم وتربیت کے بنیادی تصورات میں ایک بڑی تبدیلی سامنے آئی۔

ہندوستان میں قومی سطح پر فاصلاتی تعلیم کا آغاز ۱۹۸۵ میں اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی کے قیام سے ہوا حالانکہ ریاستی سطح پر اوپن یونیورسٹی کا آغاز بی۔آر امبیڈکر یونیورسٹی حیدرآباد کی شکل میں ۱۹۸۲ میں ہی ہو گیا تھا جن کے قیام کی تجویز ۱۹۶۲ ہی میں پیش کی گئی تھی۔۱۹۷۱ میں ایک فعال گروپ شری جی۔ پارتھا سارتھی کی قیادت میں تشکیل دی گئی، پارتھا سارتھی نے حکومت سے اس بات کی سفارش کی کہ حکومت ہند کو ایک اوپن یونیورسٹی قائم کرنا چاہئے تاکہ وہ طلباء جو مضافاتی علاقوں میں رہتے ہیں ان کو تعلیم پہنچایا جائے اور وہ شہری طلباء کی طرح کسی جامعہ سے ڈگری حاصل کرسکیں۔اس گروپ نے تدریسی مواد کے ضمن میں خاص سفارشات کیں اور اسکے اعلی اور معیاری ہونے پر زور دیا۔ کیونکہ فاصلاتی تعلیم حاصل کرنے والے طلبا اساتذہ سے محروم رہتے ہیں۔اس طرح پارتھا سارتھی کا یہ خواب یو۔جی۔سی کے ایکٹ کے تحت ۱۹۸۲ میں شرمندۂ تعبیر ہوا۔

یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ فاصلاتی طریقہ ہائے تعلیم نے تدریس کے میدان میں ایک عظیم انقلاب برپا کردیا ہے اور اس انقلاب کے ثمرات خواندگی سے اعلی تحقیق تک ہر جگہ نمایاں ہیں۔مزید برآں فاصلاتی تعلیم میں ٹیکنالوجی کے استعمال نے اس کورسمی طریقہ ہائے تعلیم پر واضح برتری دلادی ہے۔ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں جب ہمارے ملک کا ہر فرد اپنی معاشی مسائل کو حل کرنے کی خاطر مختلف اداروں سے منسلک ہوتے ہوئے اپنا تعلیمی سفر جاری نہیں رکھ سکتا ہے ایسے ناگفتہ بہ حالات میں فاصلاتی نظام تعلیم مزید تعلیم کے حصول میں سنہرا موقع فراہم کرتا ہے تاکہ وہ اپنی نوکری کے ساتھ

ساتھ اپنی تعلیم کو مکمل کر سکے اور اپنی دیرینہ خواہشات کی تکمیل کے لئے اس سہولت کا بھی سہارا لے سکے۔ ہمارے ملک ہندوستان میں اگر چہ فاصلاتی نظام تعلیم کو پسند کرنے والوں کی تعداد نسبتا کم ہے لیکن یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ اس نظام کے طفیل لاکھوں لوگ مستفید ہو کر ایسے مقام پر پہونچ چکے ہیں کہ معاشرے اور خاندان میں مثال سمجھے جاتے ہیں جبکہ اگر وہ اس سہولت سے مستفید نہ ہوتے تو ترقی کے مواقع سے محروم ہوتے۔

فاصلاتی تعلیم کی کشش اس کے وسیع پیمانے پر استعمال میں مضمر ہے اس لئے فاصلاتی تعلیم تعلیمی مسائل کے حل کے لئے نہ صرف ایک سستا بلکہ ایک مؤثر ذریعہ ہے۔اس کی افادیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ اس نظام میں ترک تعلیم کی شرح بہت کم ہوتی ہے علاوہ ازیں طالب علم اپنی سہولت کے مطابق گھر اور کام کی جگہ پر تعلیم سے بہرہ ور ہوسکتا ہے۔ ہمارے ملک میں موجود فاصلاتی تعلیمی اداروں نے مختلف کورسوں میں فاصلاتی تعلیم اور غیر رسمی تعلیم کا آغاز کر کے نہ صرف اس میدان سے منسلک افراد (جو مستقبل میں تعلیم و تربیت سے منسلک ہونا چاہتے ہیں) کو موقع فراہم کیا ہے کہ وہ پیشہ وارانہ تعلیمی ضروریات کو پورا کر سکیں اور فاصلاتی تعلیم کی تکنیکیوں کو عملی طور پر استعمال کر سکیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر آج پورے ملک کا سروے کیا جائے کہ ''کیا آپ ترقی کرنا چاہتے ہیں؟'' تو سو فیصد لوگوں کا جواب مثبت میں ہوگا۔لیکن لوگوں کی ایک کثیر تعداد کچھ نا مساعد حالات کے باعث اپنے اپنے میدانوں میں ترقی نہیں کر پاتے۔ اسکی بنیادی وجہ دیگر عوامل کے ساتھ ساتھ عدم تعلیم یا قلت تعلیم ہوتی ہے، لیکن کم آمدنی اور غربت کے سبب جو لوگ باقاعدہ طور پر اسکول اور کالج نہیں جا سکتے وہ فاصلاتی تعلیم کے ذریعے کم اخراجات پر اپنے خوابوں کی تعبیر کر سکتے ہیں۔اس حوالے سے اگر بات کی جائے تو ہمارا ملک فاصلاتی نظام تعلیم کا سب سے زیادہ ضرورت مند ہے جہاں لوگ اپنی معاشی مجبوریوں اور وسائل کی کمی کی وجہ سے باقاعدہ تعلیم جاری نہیں رکھ سکتے اور دیہات میں رہنے والی بہت سی خواتین حصول تعلیم کا شوق اور جذبہ رکھتے ہوئے بھی خاندانی رسم ورواج اور پردے کی پابندی کے باعث رسمی تعلیم سے محروم رہتی

ہیں وہ خاص طور پر اس ذریعہ تعلیم کی بدولت اپنی شعور وآگہی کو وسعت دیتی ہیں اور رفتہ رفتہ اپنے پاؤوں پر خود کھڑی ہو جاتی ہیں۔

ہندوستان میں فاصلاتی نظام تعلیم کے فروغ میں لاتعداد ادارے حصہ لے چکے ہیں جن میں اگنو، امبیڈکر یونیورسٹی، دہلی یونیورسٹی اور مانو وغیرہ کے نام ناقابل فراموش ہیں، جنہیں ملک کی اولین فاصلاتی یونیورسٹی ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ان ہی اداروں کی جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ آج ہندوستان کی شرح خواندگی میں غیر یقینی اضافہ ہوا ہے۔

تاہم اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی کا ان جملہ اداروں میں اہم کردار رہا ہے۔ یہ ادارہ ملک بھر میں کم وبیش ۷۰۰ اسٹڈی سنٹر کے ذریعہ ملک کی خدمات میں ہمہ تن گوش ہے۔ اگنو نے ملک بھر میں فاصلاتی نظام تعلیم کے نیٹ ورک کی شروعات بھی کی ہے جو اگنو اور ریاستی اوپن یونیورسٹیوں کے درمیان ثقافتی اور تعلیمی معاملات میں مدد کرتا ہے۔ فاصلاتی تعلیمی کونسل (DEC) نے اس سلسلے میں رہنمائی کرنے والی ہدایات تشکیل دی ہیں جن سے ریاستوں کی اوپن یونیورسٹیوں میں مشترک نوعیت کے پروگرام کی نشاندہی ہوتی ہے۔ مزید برآں یہ کونسل ان پروگراموں کے بارے میں بھی بتاتی ہے جنہیں آپس میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اس تعلیمی معیار کو برقرار رکھنے کے لئے ایک کمیٹی بھی تشکیل دی ہے جو تدریسی مواد کے معیار کا ذمہ دار ہے اور فاصلاتی اداروں کو مسلمہ حیثیت دینے میں ان کی کارکردگی کا محاسبہ بھی کرتا ہے۔

اب آیئے ان عوامل کا جائزہ لیا جائے جن کی وجہ سے طلباء وطالبات کی ایک جم غفیر فاصلاتی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئی اور اپنے مستقبل کو سنوارنے کے لئے ان اداروں سے منسلک ہوئی، نتیجتاً انہوں نے نہ صرف اس نظام تعلیم کے ذریعہ اپنے مستقبل کو تابناک بنایا بلکہ ملک کی شرح خواندگی میں بھی بے تحاشہ اضافہ کیا۔

چونکہ تاصلاتی نظام تعلیم میں روایتی تعلیم کے مقابلے طلباء کو کئی طرح کی رعایتیں دیجاتی ہیں۔ اس نظام تعلیم کی سب سے بڑی خصوصیت طلباء کو ان کے سہولت کے مطابق تعلیم حاصل کرنے کے مواقع فراہم کئے جاتے ہیں۔ اکثر

اداروں میں داخلے کیلئے عمر کی کوئی قید نہیں ہوتی ہے، عام طور سے ان لوگوں کو داخلہ دے دیا جاتا ہے جن سے مستقبل میں سماجی بھلائی یا اقتصادی حالت میں اصلاح کی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں، خواہ وہ عمر کے کسی بھی مرحلے میں داخل ہو چکے ہوں۔ اس رعایت کے علاوہ فاصلاتی نظام تعلیم میں داخلے کے لئے کسی رسمی تعلیم اور سند کی بھی ضرورت نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کے زندگی کے تجربات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مطلوبہ جماعت میں اسے داخلہ دے دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر فاصلاتی ادارہ اس طرح کی جملہ رعایتیں فراہم کرے بلکہ کچھ پابندیاں بھی ہوتی ہیں تاہم رسمی تعلیمی اداروں کے بالمقابل فاصلاتی نظام تعلیم میں ضوابط کی پابندیاں نہیں کے مساوی ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہندوستان کا موجودہ تعلیمی ڈھانچہ بہت حد تک منظّم ہو چکا ہے اور دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں کے مقابلہ میں کسی درجہ کم نہیں۔ اگر اس میں دشواریاں ہیں تو تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کے سبب ہیں۔ تعلیمی اداروں میں کمی کے باعث سب سے زیادہ فائدہ اعلی اور اوسط طبقات کو ہی ہو پاتا ہے جب کہ غریب و نادار عوام کی بہت بڑی تعداد ابھی بھی ناخواندہ ہے۔ ایسے مجبور و محتاج عوام جنہوں نے غربت کے سبب قبل از وقت تعلیم سے اپنا رشتہ منقطع کر لیا ہو یا کسی گھریلو ذمہ داری کی وجہ سے ان کی تعلیم میں رخنہ پیدا ہوا ہو یا پھر علاقائی، موسمی اور سماجی دشواریوں کے سبب سلسلۂ تعلیم منقطع کرنا پڑا ہو ان مایوس طلباء و طالبات کی حوصلہ افزائی کرنے کے لئے فاصلاتی تعلیم نے انہیں تعلیم کے از سر نو مواقع فراہم کرائے، گاہے بگاہے طلباء و طالبات کی ضرورتوں اور تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ریجنل اور اسٹڈی مراکز کھولے گئے جہاں مقامی جامعات اور کالجوں کے اساتذہ کے ذریعہ تعطیل کے دنوں طلباء و طالبات کے درپیش مسائل حل کرنے کی کوششیں کی جاتی ہیں تاکہ فاصلاتی نظام کے باوجود طلباء میں احساس کمتری پیدا نہ ہو۔ بالعموم پورے ہندوستان اور بالخصوص دارالحکومت دہلی اور جنوبی ہند میں اسے باقاعدہ ایک تحریک کی شکل دی گئی جس سے بہت سے طلباء و طالبات نے مستفید ہو کر اپنی مایوس زندگی کو خوشحال بنایا۔

فاصلاتی نظام تعلیم سے منسلک طلباء وطالبات ذہنی تناؤ سے پاک ہوتے ہیں کیونکہ رسمی تعلیم کی طرح حاضری کی کوئی قید نہیں ہوتی ہے۔انہیں کلاس ورک اور دوسری متعلقہ روزمرہ امور کی کوئی فکر نہیں ہوتی ہے اس لئے وہ آزاد ہو کر اپنے مفوضہ کاموں کو آسانی سے پورا کرتے ہیں اسی طرح اس نظام میں کسی بھی کورس کی تکمیل کی مدت میں کافی رعایت دی جاتی ہے کیونکہ اس نظام سے جڑے لوگ مختلف اذہان اور عمر کے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ان کا معیار بھی مختلف ہوتا ہے اسی لئے ان کورسوں کی تکمیل میں انہیں رعایت دینا ضروری ہو جاتا ہے۔اس کے بالمقابل روایتی تعلیم سے منسلک طلباء وطالبات ان سہولیات سے اکثر محروم ہوتے ہیں اس لئے وہ ہمیشہ ذہنی طور سے ہراساں اور پریشان رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آئے دن خودکشی کے واردات رونما ہوتے رہتے ہیں خبروں کے مطابق ان واردات کا سبب طلبا کا ذہنی تناؤ اور امتحانات میں ناکامی بتائی جاتی ہے۔انہیں واردات کو مدنظر رکھتے ہوئے فاصلاتی تعلیم کے مجرب اساتذہ ڈاکٹر بال کرشنا رائے اور ڈاکٹر اوم پرکاش شرمایہ بولنے پر مجبور ہو گئے کہ فاصلاتی تعلیم کی طرح رسمی تعلیم میں طلباء کو آزادی

حاصل ہونی چاہیے تاکہ ان واقعات کے وقوع سے گریز کیا جاسکے۔ان سہولتوں کے علاوہ فاصلاتی نظام سے منسلک طلباء وطالبات کو مضامین کے اختیارات میں بھی کافی رعایت دی جاتی ہے تاکہ وہ اپنے وسعت کے مطابق مضامین اختیار کر کے مختلف قسم کے روزگار اور صنعت وحرفت میں بھی مشغول رہ سکیں اور اپنے عملی زندگی میں اس کورس یا مضمون سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ فاصلاتی نظام تعلیم کے لئے مواصلاتی رسائی کا نظام بہت اہمیت رکھتا ہے جس کے لئے فاصلاتی ادارے متعدد تدریسی وسائل کا سہارا لیتے ہیں جس میں انٹرنیٹ، آڈیو ویڈیو کیسٹ، ریڈیو، ٹیلیویزن اور دوسرے ملٹی میڈیا کے ذرائع طلباء کے لئے کافی مفید ثابت ہو رہے ہیں۔اس طریقۂ تعلیم کو مزید فروغ اور استحکام دینے کے لئے متعدد فاصلاتی ادارے Tele Education Delivery System کا بھی آغاز کر چکے ہیں تاکہ ان سہولیات

سے مستفید ہوکر زیادہ سے زیادہ طلباء روزگار حاصل کرسکیں اور مختلف تعلیمی میدانوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکیں۔

انہیں رعایتوں اور سہولتوں نے بہت سے غرباء و مفلوک الحال اور مذہبی رسوم سے آراستہ خواتین کو فاصلاتی تعلیم کا گرویدہ بنایا اور روز بروز اس نظام تعلیم کی غیر معمولی مقبولیت نے اعلیٰ اور اوسط طبقات کے لوگوں کو بھی اپنی طرف مائل کیا۔اس طرح فاصلاتی نظام تعلیم نے ہندوستان میں تعلیم و تدریس کی توسیع کے لئے گراں قدر خدمات انجام دی۔فاصلاتی نظام تعلیم کے باعث جامعات میں پڑھائے جانے والے مضامین کی تدریس میں کافی وسعت ہوئی جس میں انجینئرنگ،تعلیم و تربیت،زبان و ادب،پیشہ وارانہ اور تکنیکی تعلیم کے شعبے شامل ہیں۔ان کاوشوں کے نتیجے میں جہاں ایک طرف لاکھوں افراد علم کی عظیم دولت سے مالا مال ہوئے اور یاس و قنوط کی زندگی سے نکل کر فرط و مسرت کی زندگی جی رہے ہیں وہیں دوسری طرف ہندوستان کے تعلیمی تناسب میں کافی اچھال آیا اور امید قوی ہے کہ اگر وزارت تعلیم،یو۔جی۔سی اور فاصلاتی تعلیمی کونسل کا باہمی تعاون شامل رہا تو یہ گراف اوج ثریا پر کمندیں لگائے گا۔

☆مقالہ نگار کو ابھی حال ہی میں جامعہ ملیہ اسلامیہ نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری تفویض کر چکی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Dr. Suhaib Ahmad Khan

7, Jaswant Apartment

16-Jamia Nagar Okhla

New Delhi - 110025

suhaibahmad@rediffmail.com

Cell # 9953478474